مسلم فیملی لاء ۱۹۶۱ کی دفعہ ۴ متعلقہ وراثت اور اجماع کا تحقیقی جائزہ

RESEARCH REVIEW OF SECTION :4 OF MUSLIM FAMILY LAW RELATED TO INHERITANC AND CONSENSUS

1-Muhammad Farman Zeeshan

PhD Scholar, Department of Islamic learning,
University of Karachi

Email: drfarmanalvi92@gmail.com

Zeeshan, Farman

"RESEARCH REVIEW OF SECTION :4 OF MUSLIM FAMILY LAW RELATED TO INHERITANC AND CONSENSUS"

Al-Raheeq International Research Journal Vol 4, Issue. 1 (June 30, 2025). Pg. No: 32-61

Journal	Al-Raheeq International research Journal
Journal homepage	https://alraheeqirj.com
Publisher	Al-Madni Research Centre
License:	Copyright c 2023 NC-SA 4.0 www.alraheeqirj.com
Published online:	2025-06-30
ISSN No:	
Print version:	2959-7005
Online version:	2959-7013

Open Access

BY NC SA

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

مسلم فیملی لاء ۱۹۶۱ کی دفعہ ۴ متعلقہ وراثت اور اجماع کا تحقیقی جائزہ

RESEARCH REVIEW OF SECTION :4 OF MUSLIM FAMILY LAW RELATED TO INHERITANC AND CONSENSUS

Abstract:

Islam provides a comprehensive code of life, offering guidance on all aspects of human existence, including inheritance. The Quran and Hadith outline clear principles and rules for distributing a Muslim's wealth among their heirs after death. These divine guidelines ensure a fair and just allocation of inheritance, eliminating the need for speculation and ijtihad. Throughout history, Islamic scholars have unanimously agreed on the distribution of inheritance, with a consensus that orphaned grandchildren and great-grandchildren are not entitled to inherit from their grandparents. However, in 1961, Pakistan's Muslim Family Laws (Inheritance) introduced a contradictory provision, granting inheritance rights to orphaned grandchildren and great-grandchildren. This deviation from traditional Islamic jurisprudence has sparked debates among scholars, with some,

like Javed Ahmed Ghamdi, arguing in favor of this provision. This study examines the Islamic principles and rules governing inheritance, the historical consensus among scholars, and the contemporary debates surrounding this issue, highlighting the need for a nuanced understanding of Islamic inheritance law.

Key words: Islamic law of inheritance, Consensus, Code of life, Islamic principles

تمہید:

اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اس نے انسان کو کسی بھی موقع پر بغیر رہنمائی کے نہیں چھوڑا، اس نے زندگی میں کاروبار کرنے اور اپنی معیشت کو بہتر کے بنانے کے اصول عطا کیے تو بعد از انتقال انسان کی کمائی ہوئی دولت کو اس کے ورثاء میں تقسیم کرنے کا ضابطہ بھی عطا کیا۔ کسی مسلمان کے انتقال کے بعد اس کی حقیقی ملکیت و جائیداد کو کسطرح تقسیم کرنا ہے اس کے بارے خود خالق کائنات نے صراحت کے ساتھ رہنمائی عطا کی ہے۔ اور یہ رہنمائی متعدد اصولوں وضوابط پر مشتمل ہے انہی اصولوں وضوابط کی روشنی میں ورثاء میں سے کسے کسقدر حصہ ملنا ہے اس کا تعین ہوتا ہے۔ اور چونکہ کے یہ اصولوں وضوابط خود خالق کائنات نے عطا کیے ہیں اس لئے یہ اصول دائمی ہیں، اور ان میں اجتہاد و قیاس آرائی کی راہ مسدود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں بھی اس بارے میں اتنا اختلاف نہیں رہا، خاص کر ورثاء کے تعین میں تو اختلاف کالمعدوم کی مانند ہے۔ دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے وراثت کی تقسیم مورث کے انتقال کے وقت حیات ورثاء میں ہی تقسیم ہوتی آرہی ہے، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لیکر موجودہ صدی تک یہ اجماعی مؤقف رہا کہ کسی کی حیات میں فوت ہو جانے والی اولاد اس

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

شخص کی وراثت میں حقدار نہیں رہتی، لہذا یتیم پوتا پوتی یا نواسہ نواسی کو اپنے دادا یا نانا کی میراث میں حقدار نہیں ٹھہرایا جاتا۔ لیکن مملکت پاکستان میں ۱۹۶۱ میں مسلم عائلی قوانین (مسلم فیملی لاز) کی دفعہ ۴ وراثت میں یہ کہا گیا کہ یتیم پوتا پوتی اور نواسہ نواسی اپنے دادا یا نانا کی میراث میں حقدار ہیں۔ کوئی اہل علم اس کی حمایت میں دلائل بھی دیتے رہے جو کہ صرف اور صرف عقل پر مبنی ہیں کوئی نقلی دلیل ان کے پاس نہیں۔ موجودہ دور میں جاوید احمد غامدی صاحب یتیم پوتا پوتی و نواسہ نواسی کو دادا یا نانا کی میراث میں حقدار مانتے ہیں۔

مسلم عائلی قانون ۱۹۶۱ ءکی دفعہ ۴ کا متن: "اگر وراثت کے شروع ہونے سے پہلے مورث کے کسی لڑکے یا لڑکی کی موت واقع ہو جائے تو ایسے لڑکے یا لڑکی کے بچوں کو (اگر کوئی ہوں) بحصہ رسدی وہی حصہ ملے گا جو اس لڑکے یا لڑکی کو (جیسی کہ صورت ہو) زندہ ہونے کی صورت میں ملتا۔"[1]

وضاحت:

اس قانون کی رو سے یتیم پوتے، پوتیاں، نواسے اور نواسیاں اپنے دادا/نانا کے ترکہ میں سے مطلقاً میراث کے حقدار ہیں۔ یعنی اگر کسی شخص کی ایک سے زیادہ صلبی اولاد بیٹے بیٹیاں ہوں، اس شخص کی زندگی میں ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاتا ہے اور وہ مرنے والا اگر اپنے پیچھے اولاد چھوڑ جاتا ہے- جنہیں عرف میں یتیم کہا جاتا ہے۔ تو یہ بچے اپنے دادا یا نانا کے مال کے وارث ہوں گے۔ جب بھی دادا یا نانا کا انتقال ہو گا، ان کو دادا یا نانا کے ترکہ میں سے میراث ملے گی، جس کی مقدار کا معیار ان کے مرحوم والد یا والدہ کا حصہ ہے۔ یعنی اگر وہ زندہ ہوتے تو جتنی میراث کے وہ مستحق

---

[1] Pakistan: VIII of 1961, Muslim Family Laws Ordinance
4. Succession. In the event of death of any son or daughter of the propositus before the opening of succession, the children of such son or daughter, if any, living at thetime the succession opens, shall per stripes, receive a share equivalent to theshare which such son or daughter, as the case may be, would have received ifalive۔

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

ہوتے، وہی میراث اب ان بچوں کو ملے گی، اگرچہ ان بچوں کا چچا اور پھوپھی یا ماموں اور خالہ زندہ ہوں۔ خلاصہ یہ کہ یتیم پوتے و نواسے اپنے دادا یا نانا کے ترکہ میں مطلقاً میراث کے حقدار ہیں۔

اسلامی قانون میراث:

اسلامی قانون میراث کو سورۃ النساء کی ان دو آیات میں بیان کیا گیا ہے:

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا. وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِن كَانُوا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ[2]

ترجمہ "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی تو اس کا آدھا اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا اگر میت کے اولاد ہو۔ پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی تو ماں کا چھٹا بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دین کے تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے

---

[2] النساء آیت 11،12

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

زیادہ کام آئے گا یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو پھر اگر ان کی اولاد ہو تو اُن کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے جو وصیت وہ کر گئیں اور دَین نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں جو وصیت تم کر جاؤ اور دین نکال کر اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں میت کی وصیت اور دین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے۔"

اس آیت کے تحت معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تعلیمات و تشریحات کی روشنی میں علمائے امت میں دور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے یہ اجماعی مؤقف چلا آرہا ہے کہ مرنے والے کی صلبی اولاد کی موجودگی میں پوتا پوتی اور نواسہ نواسی جائیداد میں حقدار نہیں۔اور قرون اولی سے ہی علمائے امت کا اس پر اتفاق ہے کہ پوتا صلبی اولاد نہ ہونے کی صورت میں بیٹے کے قائم مقام ہو کر بیٹے کا حصہ لے لیتا ہے، لیکن نواسہ یا نواسی کو یہ حیثیت حاصل نہیں ،کیونکہ یہ دونوں ذوی الارحام میں شمار ہوتے ہیں جیسا کہ نانی کو ماں کے قائم مقام نہیں قرار دیا جاتا اور اسے اصحاب فرائض میں شمار نہیں کیا جاتا۔لہذا یہ دفعہ اسلام کے قانون میراث اور اجماع امت کے خلاف ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ وراثت کا حق نسب، نکاح، یا ولایت شرعی کے سبب ہے اسی بناء ورثاء کی دس قسمیں بن جاتی ہیں ۔اور وراثت کی تقسیم میں ورثاء کی ترتیب کچھ اس طرح ہے کہ پہلے اصحاب فرائض، پھر عصبات نسبیہ، پھر عصبات سببیہ (یہ فی زمانے پائے نہیں جاتے) پھر اصحاب فرائض پر مال کو لوٹانا، پھر ذوالارحام---

اصحاب فرائض: جن کے حصے قرآن مجید میں بیان کردیے گئے ہیں ان کو اصحاب فرائض کہا جاتا ہے۔ان میں باپ ،دادا، ماں شریک بھائی، شوہر، ماں، دادی، بیوہ، بیٹیاں، پوتی، بہن، باپ شریک بہن، ماں شریک بہن شامل ہیں۔اور ان کے جو حصے قرآن میں بیان ہوئے ان کی تفصیل یوں ہے۔

ماں: قرآن مجید میں ماں کے لئے جو حصے بیان ہوئے وہ سدس یا ثلث ہے۔

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

وَ لِاَبَوَیۡهِ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَکَ اِنۡ کَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنۡ کَانَ لَهٗۤ اِخۡوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِیَّةٍ یُّوۡصِیۡ بِهَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ[3]

ترجمہ "ورمیت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا اگر میت کے اولاد ہو۔ پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی تو ماں کا چھٹا بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دَین کے۔"

تفصیل یوں ہے کہ اگر مرحوم کی اولاد یا ماں شریک بھائی ہو تو ماں کو کل مال کا چھٹا حصہ ملے گا،اور اگر اولاد اور ماں شریک بھائی نہ ہو تو ماں کو ثلث یعنی تیسرا حصہ ملے گا۔دادی ماں کے قائم مقام ہو جائے تو اس کے حصے قدرے اختلاف کے ساتھ یہی ہوتے ہیں۔

باپ: قرآن مجید میں باپ کا فرض حصہ جو بیان کیا گیا وہ سدس یعنی چھٹا حصہ ہے، لیکن باپ بعض صورتوں میں کل مال یا اصحاب فرائض سے بچ جانے والے مال کا حقدار بھی ہو جاتا ہے۔دادا باپ کے قائم ہو تو اس کے حصے اسی طرح ہوتے ہیں۔

شوہر: قرآن مجید میں شوہر کا حصہ نصف یا ربع بیان کیا گیا ہے وَ لَکُمۡ نِصۡفُ مَا تَرَکَ اَزۡوَاجُکُمۡ اِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنۡ کَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَکُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَکۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِیَّةٍ یُّوۡصِیۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ[4] ترجمہ "اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو پھر اگر ان کی اولاد ہو تو اُن کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے جو وصیت وہ کر گئیں اور دَین نکال کر۔"

یعنی عورت کی اولاد ہو خواہ سابقہ شوہر سے، تو شوہر کو ربع یعنی چوتھائی حصہ ملتا ہے،اور اگر اولاد نہ ہو تو شوہر نصف مال کا مستحق ہوتا ہے۔

بیوہ: قرآن مجید میں بیواؤں کے دو حصے بیان ہوئے، ربع یا ثمن۔

[3] النساء آیت ۱۱
[4] النساء آیت ۱۱

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ[5]

ترجمہ "اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو توان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں جو وصیت تم کر جاؤ اور دین نکال کر۔"

یہاں بھی وہی تفصیل ہے کہ اگر بیوہ کے مرحوم شوہر کی اولاد ہو خواہ سابقہ یا دوسری بیوی سے، تو بیوہ کو ثمن یعنی آٹھواں حصہ ملے گا، اور ایک سے زائد بیوائیں ہوں تو یہ آٹھواں حصہ ان میں برابر برابر تقسیم ہو گا۔ اور اگر شوہر کی اولاد ہی نہ ہو تو بیوہ ربع یعنی چوتھائی مال کی حقدار ہوتی ہے۔

بیٹی: قرآن مجید میں بیٹی کے حصے جو بیان ہوئے، وہ تین ہیں۔ نصف (جب بیٹے کے ساتھ ہو تو بیٹے کے حصے کا نصف)، ثلثان (جب ایک ساتھ زائد ہوں) اور نصف (جب اکلوتی ہو)۔

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ[6]

ترجمہ "بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر توان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی تو اس کا آدھا۔"

پوتی اور بہنوں کے حصوں کی تفصیل متون فقہ میں درج ہیں۔

اس تفصیل سے مقصود یہ ہے کہ پوتا، نواسہ اور نواسی اصحاب فرائض میں شامل نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں براہ راست یا ہر حال میں وراثت میں حقدار نہیں ٹھہرایا۔

اصحاب فرائض کے بعد عصبات نسبیہ آتے ہیں اور ان کی تین قسمیں ہیں۔

---

[5] النساء آیت ۱۱

[6] النساء آیت ۱۱

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

۱۔ عصبہ بنفسہ: یعنی وہ مرد جس کا میت سے تعلق عورت کے واسطہ سے نہ ہو، یعنی بیٹا پوتا، باپ دادا، بھائی بھتیجا، چچا اور اس کی اولاد۔

۲۔ عصبہ بغیرہ: یہ چار قسم کی عورتیں ہیں یعنی بیٹی، پوتی، حقیقی بہن اور باپ شریک بہن۔ یہ اصحاب فرائض میں سے ہیں لیکن اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ بنتی ہیں اور انہیں بھائی کے مقابلے میں نصف مال ملتا ہے۔

۳۔ عصبہ مع غیرہ: یہ حقیقی اور علاتی بہنیں ہیں جو بعض صورتوں میں بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہیں۔

عصبات سببیہ: یہ صورت فی زمانہ موجود ہی نہیں کیونکہ اب دنیا بھر میں شرعی لحاظ سے غلام نہیں پائے جاتے۔

ذوالارحام: یہ بیٹیوں اور پوتیوں کی اولاد ہے، اس لحاظ سے نواسہ اور نواسی ذوی الارحام میں شمار ہوتی ہے اور اسلامی قانون میراث میں ذوی الارحام کا پانچویں درجے میں جا کر وارث بننے کا امکان پایا جاتا ہے۔

وَيُسْتَحَقُّ الْإِرْثُ بِرَحِمٍ وَنِكَاحٍ وَوَلَاءٍ، وَالْمُسْتَحِقُّونَ لِلتَّرِكَةِ عَشَرَةُ أَصْنَافٍ مُرَتَّبَةٌ: ذَوُو السِّهَامِ ثُمَّ الْعَصَبَاتُ النَّسَبِيَّةُ ثُمَّ السَبَبِيَّةُ --- ثُمَّ ذَوُو الْأَرْحَامِ --- وَالسِّهَامُ الْمَفْرُوضَةُ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى: الثُّمُنُ وَالسُّدُسُ وَالرُّبُعُ وَالنِّصْفُ وَالثُّلُثُ وَالثُّلُثَانِ۔ الْعَصَبَاتُ، وَهُمْ نَوْعَانِ: عَصَبَةٌ بِالنَّسَبِ، وَعَصَبَةٌ بِالسَّبَبِ۔ أَمَّا النَّسَبِيَّةُ فَثَلَاثَةُ أَنْوَاعٍ: عَصَبَةٌ بِنَفْسِهِ، وَهُوَ كُلُّ ذَكَرٍ لَا يَدْخُلُ فِي نِسْبَتِهِ إِلَى الْمَيِّتِ أُنْثَى--- وَعَصَبَةٌ بِغَيْرِهِ، وَهُمْ أَرْبَعٌ مِنَ النِّسَاءِ يَصِرْنَ عَصَبَةً بِإِخْوَتِهِنَّ، وَعَصَبَةٌ مَعَ غَيْرِهِ، وَهُمُ الْأَخَوَاتُ لِأَبَوَيْنِ أَوْ لِأَبٍ يَصِرْنَ عَصَبَةً مَعَ الْبَنَاتِ وَبَنَاتِ الِابْنِ وَذَوُو الْأَرْحَامِ: كُلُّ قَرِيبٍ لَيْسَ بِذِي سَهْمٍ وَلَا عَصَبَةٍ، وَهُمْ كَالْعَصَبَاتِ، مَنِ انْفَرَدَ مِنْهُمْ أَخَذَ جَمِيعَ الْمَالِ، وَالْأَقْرَبُ يَحْجُبُ الْأَبْعَدَ، وَهُمْ أَوْلَادُ الْبَنَاتِ، وَأَوْلَادُ بَنَاتِ الِابْنِ،[7]

[7] الاختیار لتعلیل المختار، الحنفی، عبداللہ بن محمود، م ۶۸۳ھ، جزء۵، مجلد ثانی، ص ۱۰۵-۸۶، دار الکتب العلمیہ بیروت

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

ترجمہ میراث کا استحقاق قرابت، نکاح اور ولاء کی بنیاد پر بنتا ہے اور ترکہ کے مستحق دس قسم کے لوگ ہیں: ذوی الفروض، پھر عصبہ نسبیہ، پھر عصبہ سببیہ، پھر ذوی الارحام۔ قرآن مجید میں مقرر کردہ حصے: ثمن، سدس، ربع، نصف، ثلث اور ثلثین ہیں۔ عصبات دو قسم پر ہیں: عصبہ نسبیہ اور عصبہ سببیہ، عصبہ نسبیہ تین قسم پر ہے: ا:- عصبہ بنفسہ: یعنی ہر مرد جس کی میت کی طرف نسبت کرنے میں عورت کا واسطہ نہ ہو۔ ۲:- عصبہ بغیرہ: چار عورتیں ہیں، جو اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہیں۔ ۳:- عصبہ مع غیرہ: یعنی عینی یا علاتی بہنیں، جو بیٹیوں اور پوتیوں کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہیں۔ ۴:- ذووالارحام: ہر وہ رشتہ دار، جو ذوی الفروض اور عصبہ میں سے نہ ہو، یہ میراث لینے میں عصبات کی طرح ہے، اگر اکیلا ہو تو سارا مال لے لیتا ہے، اور اَقرب اَبعد کو مجوب (محروم) کر دیتا ہے، وہ بیٹیوں اور پوتیوں کی اولاد ہیں۔"

اسلامی قانون میراث کی روشنی میں پوتا، نواسہ، نواسی براہ راست یا ہر حال میں وراثت کے حقدار نہیں، البتہ پوتی چونکہ اصحاب فرائض میں شامل ہے پھر بھی یہ ہر حال میں وارث نہیں کہی جا سکتی کیونکہ اسلامی قانون میراث میں اصول حجب بھی کارفرما ہوتا ہے۔ لیکن مسلم عائلی قانون مجریہ ۱۹۶۱ کی رو سے اسے بھی ہر حال میں وارث گردانا گیا ہے۔ اگر ہم اس قانون کو درست مانیں تو درج ذیل صورتوں میں اسلامی قانون میراث کی خلاف ورزی ہو گی۔

پہلی صورت: یتیم پوتے کو اس کے چچا کے ساتھ وارث بنانا

ایسی صورت کہ جہاں بالفرض عبداللہ کا ترکہ تقسیم کرنا ہو، اور اس کے ورثاء میں بیٹا، بیٹی اور پوتا پوتی ہوں تو اسلامی قانون میراث کی رو سے پوتا پوتی محروم ہوں گے، جبکہ مسلم عائلی قانون کی رو سے انہیں وارث کہا گیا ہے۔

دوسری صورت: یتیم پوتی کو اس کی پھوپھی کے ساتھ وارث بنانا، جبکہ دادا کی بہن بھی حیات ہو۔

اسلامی قانون میراث کی رو سے مورث یعنی جس کا ترکہ تقسیم ہو رہا ہو اگر اس کی بیٹی کے ساتھ اس کی بہن اور پوتی بھی حیات ہو، تو بہن مرحوم کی بیٹی کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہے اور پوتی محروم ہو گی، اور مال کا دو تہائی حصہ بیٹی اور بہن میں تقسیم ہو گا، جبکہ مسلم عائلی قانون کی رو سے بیٹی اور پوتی میں مال تقسیم کرنا ہو گا۔

تیسری صورت: یتیم نواسہ، نواسی کو ان کے ماموں اور خالہ کی موجودگی میں وارث بنانا۔

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

اس صورت میں بھی اسلامی قانون میراث کی خلاف ورزی لازم آتی ہے، بالفرض اگر مورث یعنی جس کا ترکہ تقسیم ہو رہا ہو، اس کا بیٹا، بیٹی اور مرحومہ بیٹی کی اولاد بھی حیات ہو، تو اسلامی قانون میراث کی رو سے مال مرحوم کے بیٹے اور بیٹی میں تقسیم ہو گا، جبکہ عائلی قانون کی رو سے نواسہ و نواسی کو بھی دینا ہو گا۔

اسلامی قانون میراث میں ترکہ کی تقسیم میں دو بنیادی اصول کارفرما ہیں۔

پہلا: الاقرب فالاقرب یعنی قرابت کا قرب جسقدر زیادہ ہو گا اتنا ہی وراثت کا حق بڑھتا جائے گا، ایسی صورت میں اصحاب فرائض میں ہونے کے باوجود وراثت سے محرومی ہو سکتی ہے۔

دوسرا: حجب کا اصول، یہ کہیں تو حق وراثت ہی ختم کر دیتا ہے تو کہیں حصہ میں کمی کا باعث بنتا ہے

ان میں سے پہلے اصول کا ذکر قرآن کی ان آیات میں ہوا۔

پہلی آیت: لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَ الْأَقْرَبُونَ ۖ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَ الْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا[8]

ترجمہ "مردوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو یا بہت حصہ ہے اندازہ باندھا ہوا۔"

دوسری آیت : وَ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَ الْأَقْرَبُونَ ۚ وَ الَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا[9]

ترجمہ "اور ماں باپ اور رشتے دار جو کچھ مال چھوڑیں ہم نے سب کے لئے (اُس مال میں) مستحق بنا دیے ہیں اور جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے انہیں ان کا حصہ دو۔ بیشک اللہ ہر شے پر گواہ ہے۔"

---

[8] النساء آیت ۷

[9] النساء آیت ۳۳

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

ان دونوں آیاتِ کریمہ میں لفظ "الْأَقْرَبُوْنَ" سے اسلامی قانون میراث میں وراثت کی علت رشتے میں اقربیت کو قرار دیا گیا ہے، امام قرطبیؒ علیہ الرحمہ نے اس کی صراحت کی ہے:

قَالَ عُلَمَاؤُنَا: فِي هَذِهِ الْآيَةِ فَوَائِدُ ثَلَاثٌ: إِحْدَاهَا بَيَانُ عِلَّةِ الْمِيرَاثِ وَهِيَ الْقَرَابَةُ. الثَّانِيَةُ عُمُومُ الْقَرَابَةِ كَيْفَمَا تَصَرَّفَتْ مِنْ قَرِيبٍ أَوْ بَعِيدٍ. الثَّالِثَةُ إِجْمَالُ النَّصِيبِ الْمَفْرُوضِ[10]

ترجمہ "ہمارے علماء نے فرمایا: اس آیت میں تین فوائد بیان ہوئے، پہلا: کہ قرابت داری میراث کی علت ہے، کا بیان، دوسرا: قرابت داری کے عام ہونے کا بیان، کہ خواہ قریبی قرابت داری ہو یا دوری کی میراث میں کار گر ہو گی، تیسرا: فرض حصوں کا اجمالی بیان۔"

اسلامی قانون میراث میں اس علت کی عملی تطبیق یوں کی گئی ہے کہ وراثت قرابت میں قرب کی بنیاد پر ملتی ہے۔ قرآن مجید میں جن رشتہ داروں (ذوی الفروض) کے حصے مقرر کیے ہیں، ان سے بچنے والا مال عصبات میں تقسیم ہو گا، تو جو رشتہ دار جتنا زیادہ قریب ہو گا، وہ پہلے مستحق ہو گا۔ حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلْحِقُوْا الفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ[11]

ترجمہ "ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن مجید کے مقرر کردہ حصے اصحابِ فرائض کو دے دو، پھر جو باقی رہے وہ سب سے زیادہ قریبی مرد رشتہ دار کو دیا جائے۔"

اس حدیث شریف میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ میت کے ترکہ میں سے اصحاب الفرائض سے بچنے والا مال عصبات کو الاقرب فالاقرب کے اصول سے تقسیم ہو گا، یعنی اقرب (قریبی رشتہ دار) کی موجودگی میں اَبعد (دور کا رشتہ

[10] الجامع لاحکام القرآن، القرطبیؒ، أبو عبداللہ محمد بن أحمد، م ۶۷۱ھ، جلد ۵، ص ۶۷، دا لکتب العلمیہ بیروت

[11] الراوی، ابن عباس، البخاری، محمد بن إسماعیل، کتاب الفرائض، باب میراث الولد من أبیہ وأمہ، رقم الحدیث ۶۷۳۲

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

دار) محروم ہو جائے گا۔ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ کے الفاظ اس پر صراحتاً دلالت کر رہے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام نوویؒ کے حوالے اس حدیثِ نبوی کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال النووي: أجمعوا على أن الذي يبقى بعد الفروض للعصبة يقدم الأقرب فالأقرب، فلا يرث عاصب بعيد مع عاصب قريب۔[12]

ترجمہ "امام نووی نے فرمایا: اس پر اجماع ہے کہ اصحاب فرائض سے بچ جانے والا مال عصبات میں تقسیم ہوگا، تقسیم میں سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار کو مقدم رکھا جائے گا، لہذا قریبی رشتہ دار کے ہوتے ہوئے دور کا رشتہ دار وارث نہیں ہوگا۔ "جیسے بیٹے کی موجودگی میں مرحوم کا پوتا یا بھائی وارث نہیں ہوتا۔"

دوسرا اصول: حجب کا اصول

حجب کا لغوی معنی چھپانا، پردہ کرنا، اندر سے آنے کو روکنا یا دو چیزوں کے درمیان حائل ہو جانا ہے۔ اسلامی قانون میراث میں اس سے مراد کسی وارث کا میراث اور وارث میں حائل ہو جانا ہے، اور حائل ہونے والے وارث کو "حاجب" اور دوسرے وارث کو "محجوب" اور اس عمل کو "حجب" کہا جاتا ہے۔ اس عمل میں کبھی تو دوسرا وارث بالکل ہی چھپ یعنی کالمعدوم ہو جاتا ہے اور اسے میراث سے کچھ نہیں ملتا، اس صورت کو حجب حرمان "وراثت سے محروم کر دینا" کہتے ہیں۔ اور کبھی حاجب صرف رکاوٹ بنتا ہے یعنی دوسرے وارث کو میراث میں سے ملنے والا حصہ کم ہو جاتا ہے، اسے حجب نقصان کہتے ہیں۔ حجب کا قاعدہ اجتہادی و قیاسی نہیں بلکہ توقیفی ہے یعنی قرآن و احادیث سے ثابت ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور و متداول کتاب "الدر المختار" میں حجب کو اس طرح بیان کیا گیا:

ثُمَّ شَرَعَ فِي الْحَجْبِ فَقَالَ: [وَلَا يُحْرَمُ سِتَّةٌ] مِنَ الْوَرَثَةِ [بِحَالٍ] أَلْبَتَّةَ [الْأَبُ وَالْأُمُّ وَالِابْنُ وَالْبِنْتُ] أَيِ الْأَبَوَانِ وَالْوَلَدَانِ [وَالزَّوْجَانِ] وَفَرِيقٌ يَرِثُونَ بِحَالٍ، وَيُحْجَبُونَ حَجْبَ الْحِرْمَانِ بِحَالٍ أُخْرَى وَهُمْ غَيْرُ هَؤُلَاءِ السِّتَّةِ سَوَاءٌ كَانُوا عَصَبَاتٍ أَوْ ذَوِي فُرُوضٍ وَهُوَ مَبْنِيٌّ

[12] فتح الباری، ابن حجر عسقلانی، ج ۱۲، ص ۱۳، دار المعرفہ۔ بیروت

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

عَلَى أَصْلَيْنِ: أَحَدُهُمَا [أَنَّهُ يَحْجُبُ الْأَقْرَبُ مِمَّنْ سِوَاهُمُ الْأَبْعَدَ] لِمَا مَرَّ أَنَّهُ يُقَدَّمُ الْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ اتَّحَدَا فِي السَّبَبِ أَمْ لَا [وَ] الثَّانِيُ [أَنَّ مَنْ أَدْلَى بِشَخْصٍ لَا يَرِثُ مَعَهُ] كَابْنِ الِابْنِ لَا يَرِثُ مَعَ الْابْنِ وَيَخْتَصُّ حَجْبُ النُّقْصَانِ بِخَمْسَةٍ بِالْأُمِّ وَبِنْتِ الِابْنِ وَالْأُخْتِ لِأَبٍ وَالزَّوْجَيْنِ۔[13]

ترجمہ "پھر حجب کا بیان شروع کیا۔ ورثاء میں سے چھ کسی حال میں بھی محروم نہیں ہوتے، والدین، اولاد، اور زوجین۔ ورثاء میں کچھ ایسے ہیں جو کبھی تو وارث بنتے ہیں، لیکن کبھی وراثت سے ہی محروم ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ان چھ کے علاوہ ہیں، خواہ عصبات سے ہوں یا ذوی الفرائض سے، اور یہ دو قاعدوں پر مبنی ہے، ان میں سے پہلا قاعدہ: قریبی رشتہ دار اپنے علاوہ بعید کے رشتہ داروں کو محروم کر دیتے ہیں۔ اور دوسرا قاعدہ: بالواسطہ رشتہ دار اس واسطے کے ہوتے ہوئے وارث نہیں بنتا، جیسے بیٹے کا بیٹا (پوتا)، بیٹے کے ساتھ۔ اور حجبِ نقصان سرف پانچ رشتہ داروں کے ساتھ خاص ہے: ماں، پوتی، علاتی بہن اور میاں، بیوی۔"

اسلامی قانون میراث کی روشنی میں دیکھا جائے تو ہمیں کچھ صورتیں ایسی ملتی ہیں کہ جہاں حجب کا اصول کارفرما ہے، کہیں حجب حرمان، تو کہیں حجب نقصان۔

پہلی صورت: ماں کی موجودگی میں جدات (دادی/نانی) بالاتفاق محجوب ہوتی ہیں۔ یہاں یتیم پوتے کو وارث بنانے والے بھی متفق ہیں۔

دوسری صورت: والد مرحوم کے بھائیوں اور بہنوں کو وراثت سے ہی محروم کر دیتا ہے، یعنی اگر کسی مرنے والے نے اپنے پیچھے، بیٹی، بیوہ، باپ اور بھائی بہن چھوڑے، بیوہ اور بیٹی کو ان کا فرض حصہ دے کر بقیہ مال باپ کو ملے گا، چھٹا حصہ بطور صاحب فرض، اور بقیہ بطور عصبہ کے۔

[13] الدر المختار مع الرد المحتار، کتاب الفرائض، ج۹، امدادیہ، ملتان

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

تیسری صورت: بھائی اور بہن ماں کے حصے کو ثلث سے کم کر کے سدس کر دیتے ہیں۔ جیسے اگر مرنے والے کے ورثاء میں صرف والدین اور بہن بھائی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ہی ملتا ہے، جبکہ اگر بہن بھائی نہ ہوتے تو ثلث ملتا۔

چوتھی صورت: بیٹے پوتے اور والد کے سگے بھائیوں کو وراثت سے ہی محروم کر دیتے ہیں۔

پانچویں صورت: اخیافی (ماں شریک) بھائی اصحاب فرائض میں سے ہونے کے باوجود اولاد، پوتے، والد اور دادا کے ہوتے ہوئے بالاتفاق محجوب یعنی وراثت سے محروم ہوتے ہیں۔"

حاصل کلام یہ ہے کہ اسلامی قانونِ میراث کا مدار اقربیت پر ہے، اور یہ کہ اسلامی قانونِ میراث میں حجبِ حرمان وحجبِ نقصان کا اُصول جاری ہوتا ہے، چنانچہ قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں بعیدی رشتہ دار محروم ہوتا ہے۔

جاوید احمد غامدی صاحب کا مؤقف

دور حاضر میں جاوید احمد غامدی صاحب اس رائے کے حامی ہیں ان کے نزدیک یتیم پوتا اپنے دادا کی میراث میں حصہ دار ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ۔""پوتے کی میراث میں دادا اور دادا کی میراث میں پوتے کا کوئی حصہ صراحتاً تو قرآن میں بیان نہیں ہوا، لیکن اولاد اور آبا کے الفاظ چونکہ لغت و عرف، دونوں کے اعتبار سے اِن کو بھی شامل ہو جاتے ہیں، اِس لیے فقہا کا ہمیشہ اتفاق رہا ہے کہ بلاواسطہ اولاد اور بلاواسطہ والدین میں سے کوئی موجود نہ ہو تو جو حصہ اُن کے لیے مقرر ہے، وہی بالواسطہ اولاد اور بالواسطہ والدین کو دیا جائے گا۔ تاہم اولاد کے معاملے میں ایک صورت یہ بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ ایک یا چند بچے آدمی کی زندگی میں مر جائیں اور ایک یا چند بچے اُس کے مرنے کے بعد زندہ ہوں۔ فقہا کا اجتہاد یہ ہے کہ اِس صورت میں جو بچے مر گئے ہوں، اُن کی اولاد کو دادا کی میراث نہیں پہنچے گی، اپنے چچاؤں کے ہوتے ہوئے وہ اُس سے محروم کر دیے جائیں گے، اِلّا یہ کہ دادا اُن کے حق میں وصیت کرے۔ دور حاضر میں بعض اہل علم نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ فقہا کا یہ اجتہاد درست معلوم نہیں ہوتا۔ پوتا بمنزلۂ اولاد ہے، اِس لیے بیٹے کی وفات کے بعد اُس کو وہ حصہ ملنا چاہیے جو اُس کا باپ زندہ ہوتا تو اُسے ملتا۔ ہمارے نزدیک یہی رائے صحیح ہے۔"[14]

[14] ماہنامہ اشراق، جون ۲۰۱۱

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

ان سے پہلے غلام احمد پرویز صاحب بھی اسی رائے کے حامی تھے۔اور ان لوگوں کو مغالطہ لفظ "اقربون" اور اسلامی قانون میراث میں " قائم مقامیت "یعنی دادا کو باپ کا قائم بنایا جانا، یا دادی کو ماں کا قائم مقام بنایا جانا، سے ہوا اور یہ خود ساختہ معانی و مطالب تراشتے تراشتے امت مسلمہ کے اتفاقی و اجماعی موٴقف سے ہٹ کر کسی اور ہی راہ پر چل پڑے۔

یہاں ہم پہلے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اقوال سے استفادہ کر کے مسئلہ کو واضح کرتے ہیں، پھر انوکھی راہ چلنے والوں کے دلائل اور ان کے جواب تحریر کریں گے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں بلاشبہ جناب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ علم المیراث کے سب سے زیادہ ماہر و مفتی تھے ۔اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ میں ہے: افرضکم زید ترجمہ "تم میں سب سے علم میراث کو جاننے والے زید بن ثابت ہیں۔"[15]

طبقات میں یوں ہے: أعلمهم بالفرائض زيد ترجمہ "صحابہ کرام علیہم الرضوان میں علم المیراث کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔"[16]

اور الاستیعاب میں یوں تذکرہ کیا گیا: أفرض امتى زيد بن ثابت ترجمہ "میری امت میں علم المیراث کو سب سے زیادہ جاننے والا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے۔"[17]

شاید اسی لئے امام بخاری علیہ الرحمہ نے جہاں باب [مِيرَاثِ ابْنِ الِابْنِ، إِذَا لَمْ يَكُنِ ابْنٌ] باندھا وہاں حدیث کی جگہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول نقل کر دیا:

وقال زيد: ولد الابناء بمنزلة الولد إذا لم يكن دونهم ولد ذكرهم كذكرهم وانثاهم كانثاهم يرثون كما يرثون ويحجبون كما يحجبون ولا يرث ولد الابن مع الابن ترجمہ "زید بن ثابت نے کہا کہ بیٹوں کی اولاد بیٹوں کے درجہ میں ہے۔اگر مرنے والے کا کوئی بیٹا نہ ہو۔ایسی صورت میں پوتے

---

15 اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ، ج ۲، ص ۷ ۳۴ ، تذکرہ نمبر ۱۸۴۲

16 الطبقات الکبریٰ، ج: ۲، ص ۴۳۰

17 الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج ۲، ص ۱۱۲، تذکرہ نمبر: ۸۴۵

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

بیٹوں کی طرح اور پوتیاں بیٹیوں کی طرح ہوں گی۔ انہیں اسی طرح وراثت ملے گی جس طرح بیٹوں اور بیٹیوں کو ملتی ہے اور ان کی وجہ سے بہت سے عزیز و اقارب اسی طرح وراثت کے حق سے محروم ہو جائیں گے جس طرح بیٹوں اور بیٹیوں کی موجودگی میں محروم ہو جاتے ہیں، البتہ اگر بیٹا موجود ہو تو پوتا وراثت میں کچھ نہیں پائے گا۔"[18]

یہاں اقربیت اور قائم مقامیت دونوں ہی اصول بیان کر دیے گئے کہ پوتا بیٹے کے قائم مقام اس وقت ہوگا، جب بیٹا نہ ہو، یعنی بیٹا قرابت میں پوتے سے زیادہ قریب ہے کہ اس کا تعلق بلاواسطہ ہے۔ اور دوسرا یہ کہ پوتا بیٹے کے قائم مقام اس وقت ہوگا جب مرحوم کا کوئی بھی بیٹا زندہ نہ ہو۔ اور جب مرحوم کی کوئی صلبی اولاد نہ ہو تو اسلامی قانون میراث میں پوتے کے وہی احکام ہوں گے جو کہ بیٹے کے ہیں۔ اور پوتے کے بارے میں واضح فرما دیا "ولا یرث ولد الابن مع الابن" کہ پوتا بیٹے کے ساتھ وارث نہیں ہوگا۔

خلفائے راشدین علیہم الرضوان علم المیراث میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قول ہی کو ترجیح دیتے، بلکہ بعد کے دور میں بھی علم المیراث کے باب میں ترجیح حضرت زید کے قول کو ہی حاصل رہی۔ شرح التلمسانیہ میں ہے:

الاختيار أن يوخذ في الفرائض بمذهب زيد بن ثابت رضى الله عنه فإنه أفرض ہذہ الأمة بشهادة رسول الله صلى الله عليه وسلم[19]

ترجمہ "مختار مذہب یہی ہے کہ میراث میں قول زید بن ثابت پر فتویٰ دیا جائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی رو سے وہی اس امت میں علم المیراث کے سب سے بڑے عالم ہیں۔"

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے اس فتوے پر پوری اُمت کا اجماع ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کا اس سے اختلاف منقول و مسموع نہیں، اور آئمہ اربعہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ ابوالولید الباجی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

18 صحیح البخاری، باب میراث ابن الابن اذا لم یکن ابن، رقم الحدیث ۶۷۳۵

19 التراتیب الاداریہ، کتانی، محمد عبدالحہ بن عبدالکبیر، ص، ۳۵۸، دار الکتب العلمیۃ

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

إِنَّهُ لَا مِيْرَاثَ لِابْنِ الِابْنِ مَعَ الِابْنِ؛ لِأَنَّهُ أَقْرَبُ سَبَبًا مِنْهُ إِلَى الْمَيِّتِ وَبِهِمَا يُدْلِيَانِ بِالْبُنُوَّةِ؛ وَلِأَنَّ ابْنَ الِابْنِ يُدْلِي بِالِابْنِ وَمَنْ يُدْلِي بِعَاصِبٍ فَإِنَّهُ لَا يَرِثُ مَعَهُ، ۔۔۔وَعَلَى هٰذَا جُمْهُوْرُ الْفُقَهَاءِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ [20]

ترجمہ "بیٹے کے ساتھ پوتے کو میراث نہیں ملتی،اس لیے کہ بیٹا پوتے کی نسبت میت سے زیادہ قریب ہے،اور اس لیے کہ پوتا بیٹے کی وساطت سے میت کی طرف منسوب ہے۔اور جو رشتہ دار کسی عصبہ کی وساطت سے میت کی طرف منسوب ہو،تو اس عصبہ کے ہوتے ہوئے وہ وارث نہیں ہوتا،اور یہی جمہور فقہاء صحابہؓ وتابعینؒ کا قول ہے۔"

فقہ حنفی: الثانی [أن من أدلى بشخص لا يرث معہ]کابن الابن لا يرث مع الابن ترجمہ "دوسرا: کہ جس کی قرابت کسی شخص کے واسطے سے ہو،وہ اُس شخص کے ساتھ وارث نہیں بن سکتا، جیسے پوتا، بیٹے کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتا۔"[21]

فقہ مالکی: فَنَقُوْلُ لَا يَحْجُبُ ابْنَ الِابْنِ إِلَّا الِابْنُ۔[22]

ترجمہ "ہم کہتے ہیں کہ پوتے کو بیٹا ہی محجوب (محروم) کرتا ہے۔"

فقہ شافعی: والحجب عشرة لا يرثون مع عشرة: ابن الابن لا يرث مع الابن[23]

ترجمہ "حجب، دس افراد دس افراد کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتے، پوتا، بیٹے کے ساتھ وارث نہیں ہوتا۔"

فقہ حنبلی: ولا يرث ولد الإبن مع الإبن بحال[24]

ترجمہ "پوتا کسی حالت میں بھی بیٹے کے ساتھ وارث نہیں ہوتا۔"

فقہ جعفریہ: اہل تشیع کی معتبر کتاب "من لا يحضره الفقيه" میں ہے:

---

20 المنتقى شرح الموطأ، الباجی، أبو الوليد سليمان بن خلف، م ۴۷۴ھ، ج ۶، ص ۲۲۶، دار السعادة مصر

21 الدر المختار، ابن عابدين، جلد ۶، ص ۷۹، امدادیہ ملتان

22 الذخيرة، القرافی، أبو العباس أحمد بن إدريس المالکی، مجلد ۱۳، ص ۴۲، دار الغرب الإسلامی، بيروت

23 اللباب فی الفقہ الشافعی، ، أبو الحسن أحمد بن محمد، ص ۲۷۳، دار البخاری، مدینہ منورہ

24 المحرر فی الفقہ، ابو البرکات عبد السلام بن عبد الله الحرانی، ج ۱، ص ۳۹۶، مكتبة المعارف، الرياض

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

ولا یرث ابن الابن ولا بنت الابنة مع ولد الصلب ولا یرث ابن ابن ابن مع ابن ابن وكل من قرب نسبهٗ فهو أولى بالميراث ممن بعد[25]

ترجمہ "پوتا اور نواسی صلبی اولاد کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتی اور نہ پوتے کا بیٹا پوتے کی موجودگی میں وارث ہوتا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جس کا نسب قریب ہو وہ دور کے رشتہ دار سے زیادہ میراث کا مستحق ہے۔"

اور "الاستبصار" میں لکھا ہے:

ابن الابن إذا لم يكن من صلب الرجل أحد قام مقام الابن۔[26]

ترجمہ "جب میت کی صلبی اولاد نہ ہو تو پوتا بیٹے کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔"

دوسری صورت: یتیم پوتی کو اس کی پھوپھی کے ساتھ وارث بنانا، جبکہ دادا کی بہن بھی حیات ہو۔

اسلامی قانون میراث میں بہن، بیٹی اور پوتی کے ساتھ عصبہ بنتی ہے جسے عصبہ مع غیرہ میں ذکر کر دیا گیا۔ لیکن مسلم عائلی قوانین میں پوتی کو ہر حال میں وارث قرار دیے جانے سے اسلامی قانون میراث میں بگاڑ پیدا ہو گا، اور مجوزین تاحال اس کا جواب تلاش نہیں کر سکے۔ صورتِ مفروضہ یہ ہے کہ دادا کی وفات کے وقت اس کے رشتہ داروں میں بیٹی، بہن اور یتیم پوتی موجود ہیں، تو اسلامی قانون میراث کی رو نصف بیٹی کو اور سدس پوتی کو دے کر دو ثلث پورے کیے جائیں گے، کہ بیٹیوں کو بطور اصحاب فرائض اس سے زیادہ نہیں مل سکتا بقیہ مال بہن کو بطور عصبہ ملے گا۔ حدیث مبارکہ ہے: **اِجْعَلُوا الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً.** جبکہ مسلم عائلی قوانین کی دفعہ وراثت کی رو سے پوتی کو دادا کے مال میں سے اپنے مرحوم والد کا پورا حصہ مل جائے گا، جو بیٹی کے حصہ کا دگنا ہو گا، اس لیے کہ **لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ** میں یہی حکم ہے۔ اور اس صورت میں بہن محروم ہو جائے گی کیونکہ میت کے بیٹے کی موجودگی میں بہن

25 من لایحضرہ الفقیہ، الشیخ الصدوق، ج۲، ص۲۴، دار الکتب الاسلامیہ، طهران
26 الاستبصار، الطوسی، ج۴، ص۶۷، دار الکتب الاسلامیہ، طهران

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

محروم ہوتی ہے۔امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک باندھا ہے "میراث ابنۃ الابن مع الابنۃ "یعنی بیٹی کی موجودگی میں پوتی کی میراث کا باب۔اس میں یہ روایت نقل کی ہے:

قال: سئل ابو موسى، عن بنت، وابنة ابن، واخت، فقال: للبنت النصف، وللاخت النصف،، وات ابن مسعود فسيتابعني، فسئل ابن مسعود، واخبر بقول ابي موسى، فقال لقد ضللت إذا وما انا من المهتدين، اقضي فيها بما قضى النبي صلى الله عليه وسلم، للابنة النصف، ولابنة ابن السدس تكملة الثلثين، وما بقي فللاخت". فاتينا ابا موسى، فاخبرناه بقول ابن مسعود، فقال: لا تسالوني ما دام هذا الحبر فيكم [27]

ترجمہ "ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے بیٹی، پوتی اور بہن کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ بیٹی کو آدھا ملے گا اور بہن کو آدھا ملے گا اور تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے یہاں جا، شاید وہ بھی یہی بتائیں گے۔ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی بات بھی پہنچائی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں اگر ایسا فتویٰ دوں تو گمراہ ہو چکا اور ٹھیک راستے سے بھٹک گیا۔ میں تو اس میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا کہ بیٹی کو آدھا ملے گا، پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا، اس طرح دو تہائی پوری ہو جائے گی اور پھر جو باقی بچے گا وہ بہن کو ملے گا۔ پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات ان تک پہنچائی تو انہوں نے کہا کہ جب تک یہ عالم تم میں موجود ہیں مجھ سے مسائل نہ پوچھا کرو۔"

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تو یہ ہے کہ صلبی بیٹی کی موجودگی میں پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا، اور بہن کو عصبہ بنایا جائیگا ۔یعنی وہ دو تہائی کے بعد بچ جانے والے کل مال کی مالک ہو گی۔اسی پر امت کے اہل علم کا اتفاق واجماع ہے۔ بلکہ اس طرح کا قول حدیث کے حکم میں ہوتا ہے کیونکہ میراث کے حصے اجتہادی و قیاسی نہیں بلکہ توقیفی ہیں، انہیں اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بیان کیا، اور اگر کوئی صحابی اس میں کوئی قول کرتا ہے تو ضرور بالضرور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ

[27] بخاری، کتاب الفرائض، رقم الحدیث ۶۷۳۶

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

وسلم سے سن کر ہی بیان کیا ہو گا۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے باب "بَابٌ: مِيْرَاثُ الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً" باندھ کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا فیصلہ نقل کیا ہے۔

عَنِ الأَسْوَدِ، قَالَ: قَضَى فِيْنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: النِّصْفُ لِلْاِبْنَةِ وَالنِّصْفُ لِلْأُخْتِ۔

ترجمہ "اسودؒ سے روایت ہے، فرمایا کہ عہدِ رسالت میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ آدھا بیٹی کو ملے گا اور آدھا بہن کو ملے گا۔" علامہ ابن حجر العسقلانی اس کی شرح میں صراحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

وحاصله أن الأعمش روى الحديث أولا بإثبات قوله [على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم] فيكون مرفوعا على الراجح في المسألة،[28]

ترجمہ "حاصل کلام یہ ہے کہ اعمش نے پہلے اس روایت کو "على عهد رسول الله ﷺ "کے ساتھ بیان کیا، تو یہ حدیث مرفوع ہے، کیونکہ اس مسئلہ میں راجح قول یہی ہے۔(کہ جن امور میں قیاس کو دخل نہیں، جیسے وراثت میں حصے کا مسئلہ، وہاں قول صحابی حدیث مرفوع کے حکم میں ہے)۔"

فقہ حنفی: فَإِنَّ الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةٌ فَيَكُوْنُ لِلْأُخْتِ مَا بَقِيَ[29]

ترجمہ "بہنیں بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہیں، پس بیٹی کے فرض حصے سے بچ جانے والا مال بہن کو ملے گا۔"

فقہ مالکی: وَالْأَخَوَاتُ الشَّقَائِقُ وَلِلْأَبِ عَصَبَةٌ مَعَ الْبَنَاتِ[30]

ترجمہ "حقیقی اور باپ شریک بہنیں، بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہیں۔"

---

28 فتح الباری، العسقلانی، جزء ۱۲، ص ۲۵

29 الدر المختار، ابن عابدین، جلد ۶، ص ۷۶، امدادیہ ملتان

30 الذخیرۃ، القرافی، ابو العباس أحمد بن إدریس المالکی، مجلد ۱۳، ص ۴۸، دار الغرب الإسلامی، بیروت

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

فقہ شافعی: قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی: ''وَلِلْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ مَا بَقِيَ إِنْ بَقِيَ شَيْءٌ وَإِلَّا فَلَا شَيْءَ لَهُنَّ وَيُسَمَّيْنَ بِذٰلِکَ عَصَبَةَ الْبَنَاتِ'' قَالَ الْمَاوَرْدِيُّ: ---الْأَخَوَاتُ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةٌ لَا يُفْرَضُ لَهُنَّ وَيَرِثْنَ مَا بَقِيَ بَعْدَ فَرْضِ الْبَنَاتِ[31]

ترجمہ "امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: بیٹیوں کے ساتھ بہنیں آجائیں، توان کو بقیہ مال بطور عصبہ ملے گا، ورنہ ان کو کچھ نہیں ملے گا۔اس وجہ سے انہیں "عصبۃالبنات" کہا جاتا ہے۔ماوردی نے کہا: بہنیں بیٹیوں کے ساتھ عصبہ ہیں، جن کا حصہ مقرر نہیں، وہ بیٹیوں کے مقررہ حصے کے بعد بقیہ مال کی وارث ہوتی ہیں۔"

فقہ حنبلی: وَإِنِ اجْتَمَعَ الْأَخَوَاتُ مَعَ الْبَنَاتِ، صَارَ الْأَخَوَاتُ عَصَبَةً، لَهُنَّ مَا فَضُلَ[32]

ترجمہ "اگر بیٹیوں کے ساتھ بہنیں جمع ہو جائیں، تو بہنیں عصبہ بن جاتی ہیں، ان کو بقیہ مال بطور عصبہ دیا جائے گا۔"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلامی قانون میراث جس کی اساس قرآن وسنت کی نصوص اور فتاویٰ صحابہ کرام علیہم الرضوان ، اور اجماعِ اُمت ہے، کی رو سے پوتی اصحاب فرائض میں ہے اور میت کی بیٹی اور بہن کی موجودگی میں چھٹا حصہ ہی ملتا ہے، اور بہن کو بطور عصبہ مال دیا جاتا ہے۔ جبکہ مسلم عائلی قانون کی دفعہ ۴ کے مطابق پوتی کو بیٹی سے بھی زیادہ حصہ دیے جانے کی بات کی گئی ہے، اور بہن کو محروم کر دیا گیا۔یہاں مجوزین قائم مقامیت کے اصول کی خلاف ورزی کر جاتے ہیں کیونکہ پوتی کو بیٹی کے قائم مقام تو کہا گیا، لیکن بیٹے کے قائم مقام بنایا جانا نصوص شرعیہ کی واضح خلاف ورزی ہو گی۔ لہٰذا اس حیثیت سے بھی دفعہ اسلامی قانون میراث صراحتاً متصادم ہے۔

تیسری صورت: یتیم نواسہ، نواسی کو ان کے ماموں اور خالہ کی موجودگی میں وارث بنانا۔

مسلم عائلی قانون کی دفعہ کی رو سے نواسوں اور نواسیوں کو میراث میں حقدار ٹھہرایا گیا، اور ان کا حصہ وہی ہوگا جو ان کی والدہ کا حصہ ہے یعنی اگر ان والدہ اکلوتی تھی، تو یہ نانا کی جائیداد میں نصف کے حقدار ہوں، اگر ان کی خالہ بھی ہیں تو

31 اللباب فی الفقہ الشافعی،، أبوالحسن أحمد بن محمد، ص۲۷۳، دار البخاری، مدینہ منورہ
32 اللباب فی الفقہ الشافعی،، أبوالحسن أحمد بن محمد، ص۲۷۹، دار البخاری، مدینہ منورہ

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

یہ خالہ کے ساتھ دوتہائی میں شریک ہوں گے۔اوراگران کے ماموں بھی ہوں توللذکر مثل حظ الانثیین کے تحت ماموں سے نصف حصے کے حقدار ہوں گے۔

یہاں مجوزین سے بڑی خطا ہوئی کہ انہوں نے نواسے اور نواسی کو اصحاب فرائض اور عصبات میں شمار کیا،حالانکہ اسلامی قانون میراث کی روسے یہ اولوالارحام میں شامل ہیں جن کا ذکر آیات مواریث میں نہیں کیا گیا بلکہ ان کا ذکر دوسری جگہ ہوا ہے۔قرآن مجید میں ہے۔

وَاُولُوا الۡاَرۡحَامِ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلٰى بِبَعۡضٍ فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُهٰجِرِيۡنَ [33]

ترجمہ " ورمومنوں اورمہاجروں سے زیادہ اللہ کی کتاب میں رشتے دار ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں۔"

اس آیت کی تفسیر میں "تفسیر قرطبی"میں ہے:

وفية قولان: أَحَدُهُمَا: أَنَّهُ نَاسِخٌ لِلتَّوَارُثِ بِالْهِجْرَةِ. حَكَى سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: كَانَ نَزَلَ فِي سُورَةِ الْأَنْفَالِ ۔وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهاجِرُوا مَا لَكُمْ مِنْ وَلايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّى يُهاجِرُوا [الأنفال: ۷۲] فَتَوَارَثَ الْمُسْلِمُونَ بِالْهِجْرَةِ، فَكَانَ لَا يَرِثُ الْأَعْرَابِيُّ الْمُسْلِمُ مِنْ قَرِيبِهِ الْمُسْلِمِ الْمُهَاجِرِ شَيْئًا حَتَّى يُهَاجِرَ، ثُمَّ نُسِخَ ذَلِكَ فِي هَذِهِ السُّورَةِ بقوله ۔وَأُولُوا الْأَرْحامِ بَعْضُهُمْ أَوْلى بِبَعْضٍ. الثَّانِي: أَنَّ ذَلِكَ نَاسِخٌ لِلتَّوَارُثِ بِالْحِلْفِ وَالْمُؤَاخَاةِ فِي الدِّينِ[34]

ترجمہ "اس آیت کے بارے میں دو قول ہیں،پہلا یہ کہ یہ آیت ہجرت کے سبب وارث بننے کی ناسخ ہے،حضرت سعید نے قتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ،سورہ انفال کی آیت میں حکم دیا گیا تھا[وروہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی تمہاراان سے میراث کا کوئی تعلق نہیں جب تک وہ ہجرت نہ کریں]تو وارث بننا ہجرت کے ساتھ مشروط تھا،مکہ کے آس پاس رہنے والا مسلمان اپنے مہاجر رشتہ دار کا وارث نہیں بن سکتا تھا جب تک وہ مدینہ کی طرف ہجرت نہ کرے

33 الاحزاب آیت ٦

34 الجامع لاحکام القرآن،القرطبی،أبو عبداللہ محمد بن أحمد،م ۶۷۱ھ،جلد ۵،ص ۶۷،دالکتب العلمیہ بیروت

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

،پھر اس سورت میں اس آیت کے ذریعے اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا، دوسرا اس آیت کے ذریعے عہد یا عقد مؤاخات کے سبب وارث بننے کو ختم کر دیا گیا۔"

یعنی پہلے مسلمانوں میں میراث ہجرت، عقد مؤاخات یا عہد کے سبب ملتی تھی، پھر اللہ تعالی نے آیات میراث نازل فرما کر اس کو ختم کر دیا، اب جن کو میراث سے حق ملنا تھا وہ بیان کر دیے گئے، اور جن کو نہیں ملنا تھا ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اولوا الارحام کے وارث ہونے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مابین اختلاف رہا۔ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ انہیں وارث نہیں مانتے، اور امام مالک و شافعی علیہما الرحمہ کا اسی پر فتویٰ ہے۔ جبکہ عامۃ الصحابۃ علیہم الرضوان اولوالارحام کو وارث مانتے ہیں اور احناف کا یہی مذہب ہے۔ میراث کی مشہور و متداول کتاب میں "السراجی" میں ہے:

باب ذوی الارحام ،ذوالرحم هو كل قريب ليس بذی سهم ولا عصبة ترجمہ "باب ذوی الارحام کے بارے میں، ذو رحم ہر وہ رشتہ دار جو اصحاب فرض میں سے ہو نہ ہی عصبہ ہو۔ یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اسلامی قانون میراث میں حقداروں کا تعین قرآن نے خود کیا، یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کیا، یا اجماع امت سے ان کا حق ثابت ہے۔ بہر حال ذوی الارحام، ذوی الفروض (سوائے زوجین کے) اور عصبات موجود نہ ہونے کی صورت میں وارث بنتے ہیں۔ "الدر المختار" میں ہے

بَابُ تَوْرِيثِ ذَوِي الْأَرْحَامِ [هُوَ كُلُّ قَرِيبٍ لَيْسَ بِذِي سَهْمٍ وَلَا عَصَبَةٍ] فَهُوَ قِسْمٌ ثَالِثٌ حِينَئِذٍ [وَلَا يَرِثُ مَعَ ذِي سَهْمٍ وَلَا عَصَبَةٍ سِوَى الزَّوْجَيْنِ] لِعَدَمِ الرَّدِّ عَلَيْهِمَا۔فَهُمْ أَرْبَعَةُ أَصْنَافٍ جُزْءُ الْمَيِّتِ، ثُمَّ أَصْلُهُ ثُمَّ جُزْءُ أَبَوَيْهِ ثُمَّ جُزْءُ جَدَّيْهِ۔"[35]

---

35 الدر المختار، ابن عابدین، جزء۶، ص ۷۴۲، امدادیہ ملتان

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

ترجمہ "باب: ذوی الارحام کا وارث بننا: ذوی الارحام وہ رشتہ دار ہیں، جو ذوی الفروض اور عصبہ میں سے نہ ہوں۔ یہ تیسری قسم ہے۔ ذوی الارحام' ذوی الفروض اور عصبہ کے ساتھ وارث نہیں بنتے، سوائے زوجین کے (کہ ان کے ساتھ وارث بنتے ہیں) اس لیے کہ زوجین پر رد نہیں ہوتا۔

ذوی الارحام چار قسم پر ہیں: ۱:-میت کا جزء، ۲:-میت کا اصل، ۳:-میت کے والدین کا جزء، ۴:-والدین کے دادا یادادی کا جزء۔"

مسلم عائلی قانون کی دفعہ ۴ "وراثت" میں یتیم پوتے پوتی اور نواسے نواسی کو وارث بنانے کی تجویز کی تینوں ممکنہ صورتیں اسلامی قانون میراث کے خلاف ہیں، اور اس کے نفاذ سے قرآن وسنت اور اجماع امت کی مخالفت بہر صورت لازم آتی ہے۔

یتیم پوتے پوتی اور نواسہ نواسی کو ہر حال میں وارث قرار دینے والوں نے اسلامی قانون میراث کے کئی اصولوں کو فراموش کیا، اور صرف قرابت داری کو لے کر یہ تجویز دی کہ یتیم پوتا پوتی یا نواسہ نواسی بھی قرابت دار ہیں گرچہ بالواسطہ، اس لئے انہیں میراث سے محروم کرنا درست نہیں۔ ان سے عرض یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی نصوص سے اجماع کا قول کرنے والے اہل علم حضرات کے ذہنوں میں بھی خیال آیا ہوگا، لیکن اللہ رب العالمین نے جس لاریب کلام میں احکام میراث نازل فرمائے، اس کی آیات مبینہ بالکل واضح ہیں اور جہاں کہیں کوئی اشتباہ ہو سکتا تھا وہاں معلم کائنات ﷺ نے وضاحت فرمادی۔ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خوب سیکھ و سمجھ کر یہ اصول وضوابط مرتب کیے۔ اور ایسا گمان بھی درست نہیں کہ کہیں کچھ واضح ہونے سے رہ گیا ہو کیونکہ علم الفرائض کو نصف العلم کہا گیا ۔ ابن ماجہ میں یہ حدیث موجود ہے:

يا أبا هريرة تعلموا الفرائض وعلموها، فإنه نصف العلم، وهو ينسى، وهو أول شيء ينزع من أمتي.[36]

---

[36] الراوی، ابوہریرہ، ابن ماجہ، رقم الحدیث ۲۷۱۹

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

ترجمہ "اے ابوہریرۃ علم الفرائض سیکھو اور سکھاؤ، کہ یہ نصف علم ہے، اور بھول جانے والا ہے، اور میری امت میں سب سے اسی علم کو اٹھایا جائے گا۔"

اتنی تاکید کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان سے کوتاہی ہو جانے کا قول بڑی جرأت ہے۔ پھر یہ کہ مسائل میراث میں تجدد نہیں کہ مرور زمانہ کے ساتھ اس کی نوعیت یا کیفیت میں اجتہاد کی ضرورت پیش آئے، جبکہ دیگر مسائل میں ایسا نہیں بلکہ مرور زمانہ کے ساتھ نئی آمدہ مسائل کا حل تلاش کرنے کے لئے اجتہاد ہوا اور مسائل کا شرعی حل تلاش کر لیا گیا۔

مجوزین نے جن اصولوں کو فراموش کیا ان کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے۔

میراث زندہ وارثوں میں ہی تقسیم ہوتی ہے۔

اس اصول کو سمجھنے کے لئے آیات مواریث کے الفاظ پر غور کرنا ضروری ہے۔ سورہ نساء کی ان آیات لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ۔ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ۔ فَلَهَا النِّصْفُ۔ وَ لِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ۔ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ۔ وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ میں حقداروں کا ذکر لام جارہ کے ساتھ ہیں جو کہ ملکیت کے لئے آتا ہے۔ اسی طرح دوسری آیت میں ہے: اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ۔ میں بھی حقدار کا ذکر لام جارہ کے ساتھ ہوا ہے۔ اور یہ معقولی بات ہے کہ ملکیت کا استحقاق زندہ شخص کو حاصل ہوتا ہے نہ کہ مردہ کو۔

بیٹے کا حصہ بیٹی سے دگنار کھا گیا ہے:

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

اللہ رب العالمین نے لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ میں واضح طور پر اعلان فرمایا: کہ بیٹے کا حصہ بیٹی سے دگنا ہوگا ۔اور ایسا کرنا بالکل حق وانصاف ہے۔امام فخر الدین الرازی علیہ الرحمہ نے اس حکم کی حکمت کو متعدد وجوہات کی رو سے ظاہر فرمایا ہے۔فَما الحِكْمَةُ في أنَّهُ تَعالى جَعَلَ نَصِيبَها نِصْفَ نَصِيبِ الرَّجُلِ. والجَوابُ عَنْهُ مِن وُجُوهٍ:الأوَّلُ: أنَّ خَرْجَ المَرْأةِ أقَلُّ؛ لِأنَّ زَوْجَها يُنْفِقُ عَلَيْها، وخَرْجَ الرَّجُلِ أكْثَرُ لِأنَّهُ هو المُنْفِقُ عَلى زَوْجَتِهِ، ومَن كانَ خَرْجُهُ أكْثَرَ فَهو إلى المالِ أحْوَجُ. الثّانِي: أنَّ الرَّجُلَ أكْمَلُ حالًا مِنَ المَرْأةِ في الخِلْقَةِ وفي العَقْلِ وفي المَناصِبِ الدِّينِيَّةِ، مِثْلُ صَلاحِيَّةِ القَضاءِ والإمامَةِ، وأيْضًا شَهادَةُ المَرْأةِ نِصْفُ شَهادَةِ الرَّجُلِ، ومَن كانَ كَذَلِكَ وجَبَ أنْ يَكُونَ الإنْعامُ عَلَيْهِ أزْيَدَ. الثّالِثُ: أنَّ المَرْأةَ قَلِيلَةُ العَقْلِ كَثِيرَةُ الشَّهْوَةِ، فَإذا انْضافَ إلَيْها المالُ الكَثِيرُ عَظُمَ الفَسادُ وحالُ الرَّجُلِ بِخِلافِ ذَلِكَ. والرّابِعُ: أنَّ الرَّجُلَ لِكَمالِ عَقْلِهِ يَصْرِفُ المالَ إلى ما يُفِيدُهُ الثَّناءَ الجَمِيلَ في الدُّنْيا والثَّوابَ الجَزِيلَ في الآخِرَةِ، نَحْوُ بِناءِ الرِّباطاتِ، وإعانَةِ المَلْهُوفِينَ والنَّفَقَةِ عَلى الأيْتامِ والأرامِلِ، وإنَّما يَقْدِرُ الرَّجُلُ عَلى ذَلِكَ لِأنَّهُ يُخالِطُ النّاسَ كَثِيرًا، والمَرْأةُ تَقِلُّ مُخالَطَتُها مَعَ النّاسِ فَلا تَقْدِرُ عَلى ذَلِكَ.الخامِسُ: رُوِيَ أنَّ جَعْفَرًا الصّادِقَ سُئِلَ عَنْ هَذِهِ المَسْألَةِ فَقالَ: إنَّ حَوّاءَ أخَذَتْ حَفْنَةً مِنَ الحِنْطَةِ وأكَلَتْها، وأخَذَتْ حَفْنَةً أُخْرى وخَبَّأتْها، ثُمَّ أخَذَتْ حَفْنَةً أُخْرى ودَفَعَتْها إلى آدَمَ. فَلَمّا جَعَلَتْ نَصِيبَ نَفْسِها ضِعْفَ نَصِيبِ الرَّجُلِ قَلَبَ اللَّهُ الأمْرَ عَلَيْها، فَجَعَلَ نَصِيبَ المَرْأةِ نِصْفَ نَصِيبِ الرَّجُلِ.[37]

ترجمہ " اگر پوچھا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کا حصہ مرد کے مقابلے میں آدھا رکھا؟ تو اس کی کئی وجوہات ہیں۔پہلی: یہ کہ اسلامی معاشرت میں عورت کے اخراجات کم ہیں، کیونکہ اس کا شوہر اس پر خرچ

---

37 تفسیر کبیر، تحت الآیۃ النساء ۱۱

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

کرتا ہے،اور مرد کے اخراجات زیادہ ہے کیونکہ وہ اپنی بیوی پر خرچ کرنے والا ہے، لہذا جس بار خرچ زیادہ ہے وہ مال کا زیادہ محتاج ہے۔دوسری: مرد اعصابی، ارادی اور دینی حیثیتوں میں عورت سے زیادہ کامل ہے، جیسے کہ قضا و امامت کا اہل ہے، اسی طرح عورت کی شہادت مرد سے نصف ہے۔اور جو ایسا ہے اس پر رحمتیں زیادہ ہونی چاہئیں۔ تیسری: عورت میں معاملات کی سوجھ بوجھ کم اور خواہشات زیادہ ہوتی ہیں، اس لئے اگر اس کے پاس بہت زیادہ پیسہ ہو تو فساد تو نظام معیشت خراب ہو جاتا ہے،اور مرد کی حالت اس سے مختلف ہے۔چوتھی: مرد اپنی کامل عقل کی وجہ سے مال ایسی جگہ خرچ س چیز پر خرچ کرتا ہے جو اسے دنیا میں قابل تعریف اور آخرت میں اجر و ثواب کا مستحق بناتی ہیں، جیسا کہ سرائے بنوانا، ضرورت مندوں کی مدد،اور یتیم و مساکین پر خرچ کرنا۔ایسا اس لئے ہے مرد لوگوں کے ساتھ بہت زیادہ گھل مل جاتا ہے،اور عورت کے لئے باہر کے لوگوں میل ملاپ کے مواقع کم ہوتے ہیں اس لئے وہ اس پر قادر نہیں ہے۔پانچویں: روایت کیا گیا کہ امام جعفر الصادق سے سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اماں حوا نے ایک مٹھی گندم لے کر کھائی، پھر دوسری مٹھی لے کر چھپا دی، پھر تیسری مٹھی لی اور آدم علیہ السلام کو دی، جب انہوں نے اپنا حصہ مرد سے دو گنا رکھا، تو اللہ نے اس معاملہ کو بدل دیا،اور عورت کا حصہ مرد سے آدھا کر دیا۔"

جبکہ مجوزین جب یتیم پوتی کو وارث بناتے ہیں تو اسے اپنے مرحوم والد کا حصہ دینے کی بات کرتے ہیں،اور ایسی صورت میں پوتی کا حصہ پھوپھی سے دگنا ہوگا، جو قرآنی نص کے خلاف ہے۔

صرف صلبی اولاد یعنی بیٹا اور بیٹی ہی وارث نہیں:

مجوزین نے قرآن میں بیان کردہ دیگر ورثاء کو بالکل نظر انداز کر دیا کہ وہ صرف یتیم پوتے پوتی اور نواسے نواسی کی وراثت میں حصہ دلانے کی بات کرتے ہیں۔یعنی کسی شخص کی صلبی اولاد میں بیٹا اور بیٹی کا انتقال اس کی حیات ہی میں ہو گیا تھا، بعد میں اس کا انتقال ہوتا ہے تو مجوزین کا کہنا ہے کہ جو بیٹا اور بیٹی اس کی حیات میں انتقال کر گئی، اس کی اولاد یعنی پوتے پوتی اور نواسے نواسی کو حصہ دیا جائے۔ لیکن مجوزین اس صورت میں خاموش ہیں کہ اگر کسی ماں، یا بیوی کا اس کی حیات میں انتقال ہو گیا تھا، اب اس کے انتقال کے بعد ترکہ کی تقسیم میں اس مرحومہ ماں اور بیوی کا حصہ ان کے ورثاء کو دیا جائے۔صورت مفروضہ یوں ہوگی۔ا۔کہ عبداللہ کی حیات میں اس کی ماں کا انتقال ہو گیا تھا،اور

عبداللہ کے دو بھائی اور ایک بہن حیات ہیں۔ عبداللہ خود شادی شدہ ہے اور اس کے انتقال کے وقت بیوہ، بیٹا، اور بیٹی حیات ہیں۔ تو اسلامی قانون میراث کے مطابق بیوہ کو آٹھواں حصہ ملے گا بقیہ مال کے تین حصے ہوں گے دو بیٹے کے اور ایک بیٹی کا۔ یہاں مجوزین کی طرف سے یہ نہیں کہا جاتا کہ عبداللہ کی مرحومہ ماں کو زندہ شمار کر کے اس کا چھٹا حصہ مرحومہ کے دو بیٹوں اور بیٹی میں تقسیم کرو۔

یہی نہیں بلکہ مجوزین جہاں یتیم پوتے پوتی یا نواسے نواسی کی وراثت کی بات کرتے ہیں وہاں پوتے پوتی کی ماں، اور نواسے نواسی کے باپ کو محروم رکھ جاتے ہیں۔

تو سوال بنتا ہے کہ یتیم پوتے پوتی کو حصہ دلانا بربنائے اقربیت یعنی قرابت داری ہے یا بربنائے ہمدردی؟ اگر بربنائے اقربیت ہے تو وہ پوتے پوتی یا نواسہ نواسی میں ہی کیوں نظر آرہی ہے، جس طرح یہ میت کے قرابت دار ہیں، ان کی ماں اور باپ بھی قرابت دار ہیں۔ اگر بربنائے ہمدردی ہے تو یہ وجہ کسی اور قرابت دار میں بھی پائی جاسکتی ہے، بلکہ ممکن ہے کہ کسی دوسرے قرابت دار کو زیادہ ضرورت ہو۔

مزید یہ کہ اگر کسی کی صلبی اولاد میں سے کوئی انتقال کر گیا تھا اور وہ شادی شدہ نہ تھا یا اس کی اولاد نہ تھی، تو مجوزین اسے بھی نظر انداز کر جاتے ہیں، یتیم پوتے پوتی کے والد یا نواسے نواسی کی ماں کو تو زندہ شمار کر کے ان کے حصے انہیں دینے کی تو بات کرتے ہیں، لیکن جو غیر شادی یا لاولد انتقال کر گئے تھے، انہیں زندہ شمار نہیں کرتے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ مسلم عائلی قانون کی دفعہ ۴ واضح طور پر اسلامی قانون میراث کے خلاف ہے، یہی نہیں بلکہ خود مجوزین کے وضع کردہ اصول عقل کی کسوٹی پر پورے نہیں اترتے۔

سفارشات:

سورہ بقرہ کی آیت [اَلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ] میں وصیت کا حکم دیا گیا ہے اور آیت میں نسخ کا قول کرنے والے بھی اس امر میں متفق ہیں کہ یہ نسخ ورثاء کے حق میں ہے، جیسا کہ

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

ترمذی کی روایت ہے: عن ابي امامة الباهلي، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في خطبته عام حجة الوداع۔ إن الله قد اعطى لكل ذي حق حقه، فلا وصية لوارث[38]

ترجمہ "ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے، لہٰذا کسی وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔"

لیکن چونکہ یتیم پوتا پوتی یا نواسہ نواسی وارث نہیں لہذا ان کے حق میں وصیت کے وجوب یا استحباب کا حکم باقی ہے۔

اور آیت میراث میں بھی وصیت کو مقدم رکھا گیا ہے: مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُوۡصِىۡ بِهَآ اَوۡ دَيۡنٍ، لہٰذا آیت وصیت کو مطلقا منسوخ قرار دینا ازروئے آیت قرآنی کے درست نہیں۔ کیونکہ آیت میراث میں اصحاب فرائض کے سہام کو ذکر کرنے کے بعد تاکید حکم ارشاد ہوا کہ یہ تقسیم وصیت اور قرض کی ادائیگی کے بعد ہوگی۔

اور یہ امر بھی حدیث سے مبرہن ہے وصیت کا نفاذ ثلث مال میں ہوگا، جیسا کہ ترمذی میں حضرت سعد بن مالک والی حدیث مبارکہ میں ہے: قَالَ أَوْصِ بِالثُّلُثِ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ۔ لہذا یتیم پوتا پوتی یا نواسہ نواسی کے حق میں ترکہ میں سے ثلث تک وصیت کا اجراء کرکے ان کو حق دیا جاسکتا ہے۔

یہ امر بھی ثابت شدہ ہے کہ اگر کوئی شخص ثلث سے زیادہ کی وصیت کر جائے اور ورثاء اس کے نفاذ پر راضی ہوں تو ایسی وصیت نافذ العمل ہے۔ لہذا جہاں کہیں یتیم پوتا پوتی یا نواسہ نواسی محتاج و ضرورت مند ہوں، اور ورثاء آسودہ حال ہوں وہاں ثلث سے زیادہ بطور وصیت انہیں حق دیا جاسکتا ہے۔

عصر حاضر کے مقتدر اہل علم اجتماعی طور پر یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مرنے والے کی طرف سے کوئی وصیت نہ ہو تو میراث کی تقسیم میں یتیم پوتا پوتی یا نواسہ نواسی کے لئے بطور وصیت ثلث مال کو علیحدہ کرکے مال کی تقسیم کی ہوگی۔

---

[38] الراوی، عمرو بن خارجہ، نسائی، کتاب الوصایا، رقم الحدیث 3671

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 4, No. 1 || January-June 2025 || P. 32-61

پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل اور دونوں ایوان مشترکہ طور پر یہ قانون بنوا سکتے ہیں کہ جائیداد کی تقسیم میں یتیم پوتا پوتی یا نواسہ نواسی کا حق بطور وصیت شامل ہے یعنی انہیں بطور وارث کچھ نہیں ملتا لیکن بطور وصیت انہیں ثلث مال میں سے یا بصورت رضامندی زیادہ مال میں سے حصہ دیا جاسکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)